ہر انگریزی ماہ کی ۶۔ ۱۳۔ ۲۰۔ ۲۷ تاریخ کو قادیان سے نکلتا ہے۔

ایل نمبر ۲۲۹۶

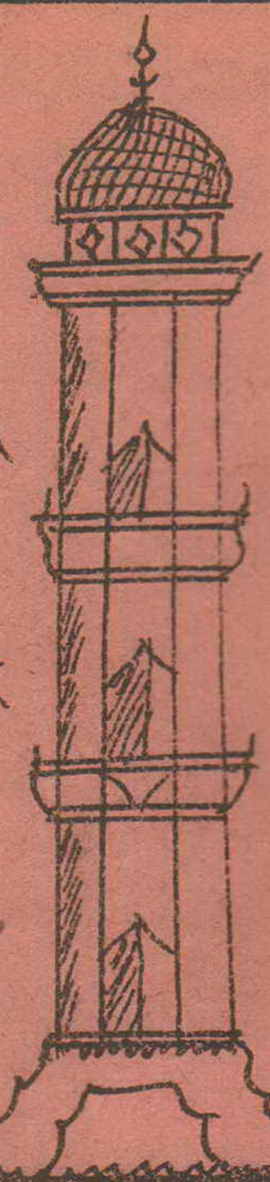

(مرکز مرکز و مرکز ۱۲ مرکز ۱۲ مرکز ۱۲

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قابل توجہ سپرنٹنڈنٹ ڈاکخانہ جات امرتسر ڈویژن

میں نہایت ادب سے جناب کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ کہ ڈاک خانہ قادیان کا موجودہ سٹاف سوائے ایک بی بی کلرک کے احمدی پبلک کے لئے خصوصاً اور دیگر لوگوں کے لئے عموماً تکلیف دہ ثابت ہو رہا ہے۔ اس کے متعلق قبل ازیں جناب پوسٹماسٹر صاحب قادیان کو توجہ دلائی گئی۔ تو انہوں نے بجائے کسی مناسب طریق کے خاکسار ایڈیٹر فاروق کو سامنے مانگنے یا باضابطہ کارروائی کرنیکا نوٹس دیا۔ اور ایک مجسٹریٹ کی حیثیت میں تحکمانہ رویہ اختیار کیا جو قطعاً ناجائز ہے۔ جس کے بعد جناب پوسٹماسٹر جنرل بہادر پنجاب کی خدمت میں بھی بذریعہ اخبار گورنمنٹ کی توجہ کی گئی لیکن تا حال کوئی تسلی بخش صورت نہیں ظاہر ہوئی۔ جس سے پبلک کی شکایات رفع کی جاتیں۔ بلکہ پوسٹماسٹر صاحب ان شکایات سے اور بھی برانگیختہ ہو کر اخلاقی طور پر بھی پبلک سے بُری طرح پیش آنے لگ گئے ہیں۔ اور احمدیہ پبلک سے تو اس قدر خفا ہو چکے ہیں۔ کہ اپنی پرائیویٹ مجلسوں میں وہ فرماتے ہیں کہ میں احمدیوں کو سیدھا کر کے چھوڑوں گا۔ اور ہماری شکایات کے خلاف وہ احمدیوں کی مخالف پارٹی سے ملکر اسے پارٹ لیتے ہیں۔ جو ہم احمدی کبھی گوارا نہیں کر سکتے۔ اس سے قبل کئی سب پوسٹماسٹر قادیان میں آئے۔ لیکن سوائے ایک عبدالمجید کے کسی کے متعلق ایسی شکایت احمدیوں کو نہ تھی۔ جو قابل نوٹس ہو۔ بابو عبدالرشید صاحب یہاں سب پوسٹ ماسٹر رہے جب تک وہ رہے کبھی ان کے متعلق کوئی شکایت نہیں ہوئی۔ ڈاک خانہ ایک ایسا صیغہ ہے جس سے پبلک کو بہت کام پڑتا ہے۔ اور ملازمان ڈاکخانہ پبلک سرونٹ سمجھے جاتے ہیں۔ اور ان کا فرض ہوتا ہے۔ کہ وہ پبلک کے ساتھ نہایت اچھا برتاؤ کریں۔ مگر افسوس سے کہا جاتا ہے۔ کہ بابو عالم خان سب پوسٹ ماسٹر قادیان نے آتے ہی تمام احمدیہ پبلک کو حقارت کی نظر سے دیکھنا اور ان سے بداخلاقی سے پیش آنا اور احمدی جماعت کے کھلے کھلے مخالفوں سے میل ملاپ بڑھا کر مذہبی حیثیت میں مخالفت کرنا شروع کر دیا۔ گورنمنٹ کے ملازموں کو رعایا سرکار کے مذہب سے کوئی تعلق نہیں ہونا چاہیئے۔ خصوصاً ڈاک خانہ کے ملازموں کو کسی ایک فریق سے ملجانا اور دوسرے فریق کے خلاف ہو کر وہ راہ اختیار کرنا جس سے خواہ مخواہ ایک فریق کو شکایت کا موقعہ ملے۔ اور تنگ آکر وہ حکام کے پاس فریادی ہوں۔ بالکل نادرست ہے۔ ایسا ہی شیر سنگھ سارٹر کلرک اور عبدالغنی پارسل کلرک۔ علانیہ طور پر جماعت احمدیہ کے مخالفوں کے ساتھ اپنے تعلقات بڑھا کر احمدیوں کے خلاف کارروائیوں میں بڑھ کر حصہ لیتے اور مشورہ دیتے ہیں۔

احمدیوں کو موجودہ سٹاف سے کوئی دشمنی نہیں ہے۔ نہ احمدی اس بات کے عادی ہیں۔ کہ وہ خواہ مخواہ ڈاک خانہ کی شکایت کرتے رہیں۔ جب تک احمدی جماعت یہ سمجھتی ہے۔ کہ ہمارے اوان کاموں کو جو ڈاک خانہ سے وابستہ ہیں کسی پوسٹماسٹر یا اس کے عملہ ماتحت کے ذریعہ کچھ نقصان پہنچنے کا اندیشہ نہیں۔ وہ ہر طرح ان سے تعاون کر کے معمولی شکایات پیدا ہوتے پر درگذر کرتے ہیں۔ تاوقتیکہ احمدیوں کو کلی طور پر ڈاک خانہ کے متعلق بداعتمادی پیدا نہ ہو جائے۔ وہ ہر تکلیف کو اٹھا سکتے ہیں۔ اور شکایت کرنے سے رکتے ہیں لیکن موجودہ عملہ ڈاک خانہ سے یک لخت تمام احمدی پبلک کا شاکی ہو جانا بتاتا ہے کہ احمدی مجبور ہو کر کوئی شکایت کرتے ہیں۔ ورنہ عالم خان سب پوسٹماسٹر اور شیر سنگھ سارٹر اور عبدالغنی پارسل کلرک سے احمدیوں کو کیا دشمنی ہے۔ جبکہ وہ سب کے سب حال ہی میں یہاں آئے ہیں۔ اس لئے ہم نہایت ادب سے اس امر کی درخواست کرتے ہیں۔ کہ ہمارے ڈاک خانہ سے جس کا سب سے زیادہ تعلق احمدیہ کمیونٹی سے ہے۔ اور جس کا تار گھر بھی احمدیوں کے روپیہ سے کھولا گیا ہے۔ جس میں ۹۰ فیصدی آمدنی احمدیوں سے ڈاکخانہ کو ہوتی ہے۔ سوائے بابو رام سنگھ صاحب وی پی کلرک کے تبدیل کر کے ان کی جگہ ایسے شخص اور اشخاص لگائے جائیں جو احمدیہ پبلک کے حق میں جن کو ڈاک خانہ سے سب سے زیادہ واسطہ پڑتا ہے۔ امن اور راحت کا ذریعہ ہوں۔ اور جن پر تمام احمدیوں کو اپنی ڈاک وغیرہ کے متعلق پورا اطمینان اور اعتماد ہو۔

موجودہ سٹاف کے متعلق احمدیہ جماعت کو بالکل اطمینان نہیں ہے۔ اُمید ہے۔ کہ صاحب سپرنٹنڈنٹ بہادر امرتسر ڈویژن جماعت احمدیہ کی اس جائز درخواست کو شرف قبولیت عطا فرما کر تمام احمدیہ جماعت کو شکر گذاری کا موقعہ بخشیں گے۔ ہم اس پر رضامند ہیں۔ کہ بابو رام سنگھ صاحب کو سب پوسٹ ماسٹری پر لگا دیا جائے۔ یا جس کو حکام بالا پسند کریں۔ یہاں بھیجدیا جائے۔ مگر ہمارا احساسات کا پورا خیال کر لیا جائے۔

اعلیٰ مشہدی لنگیاں اور پشاوری کلاہ

ہم ہر قسم کی چھوٹی بڑی مشہدی۔ پشاوری لنگیاں بحساب دو روپیہ چار آنہ فی گز اور ہر قسم کی مشہدی کناویز۔ عورتوں کے سوٹ کے لئے فی گز ۴ آنہ فروخت کرتے ہیں۔ نیز کلاہ پشاوری جس قیمت اور جس سائز کا مطلوب ہو۔ بھیجا جا سکتا ہے۔ مال بذریعہ وی پی ارسال ہوگا۔ اگر خدانخواستہ پسند نہ آئے۔ تو صرف محصول ڈاک کاٹ کر باقی قیمت واپس کر دی جائے گی۔ یا اس کی جگہ دوسری چیز بھیجدی جائے گی۔ احمدی احباب فرمائش بھیجکر فائدہ اُٹھائیں۔ مال دوسری دوکانوں کی نسبت عمدہ اور نسبتاً ارزاں ارسال ہوگا۔

میاں محمد و غلام حیدر بازار کریم پورہ شہر پشاور۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ط

فاروق ط

قادیان دارالامان مورخہ ۲۰ اگست ۱۹۲۸ء

پطرس ثانی پیٹر بروس

یہ سُود از رہبر کامل تہیدستانِ قسمت را
تری حالت پہ یہ ضرب المثل کیسی درست آئی

آج ہم ناظرین فاروق کو ایک عجیب مضمون سُناتے ہیں۔ جس کو میرے مکرم و محترم دوست جناب ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب انچارج ہسپتال نور نے بطور لطیفہ بیان فرمایا۔ اور اس کی طرف مجھے توجہ دلائی۔ ڈاکٹر صاحب موصوف فرمانے لگے۔ کہ کئی سال سے پیغام کے "امیر ایدہ اللہ" جب ڈلہوزی جاتے ہیں۔ تو اس کوٹھی میں جاکر مقیم ہوتے ہیں۔ جس کا نام "پیٹر برو" ہے۔ اور یہ خدا کی شان ہے۔ کہ جناب "امیر ایدہ اللہ" کو وہ قیام گاہ پسند آئی یا قدرت نے دکھلائی جس کو مولانا محمد علی سے روحانی مناسبت تھی۔ کیونکہ پیٹر مسیح ناصری کے اُس حواری کو کہتے ہیں۔ جس کا نام انجیل میں پطرس ہے۔ اور برو کا ترجمہ محلہ یا گلی (کوچہ) ہے۔ اس لئے "پیٹر برو" کے معنے ہیں۔ "پطرس کی گلی یا محلہ" یہ سُنکر میں نے پطرس کے حالات انجیل سے دیکھے۔ تو معلوم ہوا۔ کہ اس کے واقعات اور "امیر ایدہ اللہ" کے آپس میں ملتے جُلتے ہیں۔ جیسا کہ میں انجیلوں سے نقل کرتا ہوں۔ جس کے بعد "مولانا محمد علی" کی پطرس کے ساتھ روحانی مناسبت کا پورا پتہ لگ جائیگا۔

مسیح ناصری کے پطرس کا اخلاص و تقرب

انجیل متی باب ۱۶ آیت ۱۹ میں لکھا ہے۔ کہ مسیح ناصری نے ایک روز خوش ہوکر پطرس کو کہا۔ کہ "میں آسمان کی بادشاہت کی کنجیاں تجھے دونگا" پطرس حواری کا اس قدر تعلق اور تقرب تھا اپنے اُستاد اور مُرشد یسوع مسیح کے ساتھ۔ لیکن قدرت خداوندی ملاحظہ ہو کہ اس مقرب انسان کو پھر جلد تر مسیح کی طرف سے شیطان کا خطاب دیا جاتا ہے۔ چنانچہ مسیح نے جب اپنے حواریوں کو کہا۔ کہ میں بہت دُکھ اُٹھا کر مارا جاؤں گا۔ اور تیسرے دن جی اُٹھوں گا۔ تو پطرس "مسیح کو الگ لے جاکر جھنجلانے اور ملامت کرنے لگا جس پر مسیح نے پطرس کو جھڑک کر کہا کہ

"اے شیطان میرے سامنے سے دُور ہو۔ کیونکہ تو خدا کی چیزوں کی نہیں بلکہ انسان کی چیزوں کی فکر کرتا ہے"

(مرقس باب ۸ آیت ۳۲-۳۳)

پھر ایک دن مسیح سب حواریوں کو لے کر زیتون کے پہاڑ کو گیا۔ اور ان سے کہا۔ کہ تم سب اسی رات میرے سبب ٹھوکر کھاؤ گے۔ یہ سُنکر پطرس مذکور نے اپنے اخلاص کا یوں اظہار کیا۔ کہ

"اگرچہ سب تیری بابت ٹھوکر کھائیں۔ پر میں کبھی ٹھوکر نہ کھاؤں گا۔ مسیح نے اس سے کہا۔ کہ میں تجھ سے سچ کہتا ہوں۔ کہ تو اسی رات مُرغ کے بانگ دینے سے پہلے تین بار میرا انکار کریگا۔ پطرس نے اس سے کہا۔ اگر تیرے ساتھ مجھے مرنا بھی ضرور ہو تو بھی میں تیرا انکار نہ کروں گا" (متی باب ۲۶ آیت ۳۱ تا ۳۵)

یہ ہے ناظرین پطرس کا ابتدائی حال۔ کہ وہ مسیح ناصری کا پہلے تو اتنا مُقرب اور مخلص تھا کہ مسیح نے اس کو زمین و آسمان کی کنجیاں دینے کا وعدہ دیا۔ اور پھر یہی پطرس تھوڑی دیر بعد ہی "شیطان" کا خطاب پاتا ہے۔ مگر پھر بھی وہ مسیح کے متعلق نیک ارادے رکھتا تھا۔ جن کو وہ بڑے زور کے ساتھ ظاہر کرتا ہوا کہتا ہے۔ کہ "اے خداوند مسیح اگر تیرے ساتھ مجھے مرنا بھی پڑے تو بھی میں تیرا انکار نہ کروں گا" با ایں ہمہ اخلاص و تقرب اسکا انجام کیا ہوتا ہے۔ یہ کہ جب مسیح پکڑا جاتا ہے۔ تو یہی مخلص و مقدس پطرس اپنے مُرشد کا لعنت کے ساتھ انکار کرتا ہے۔

پطرس اوّل کا انکار و لعنت

چنانچہ انجیل متی میں لکھا ہے کہ جب مسیح کو قیافا نام سردار کاہن کے سامنے گرفتار کرکے پیش کیا گیا۔ تو پطرس بھی مسیح سے دور دور پیچھے قیافا کے گھر تک گیا۔ اور ایک دالان میں بیٹھکر اپنے مرشد کی کارروائی دیکھنے لگا۔ کہ سردار کاہن کی کسی لونڈی نے کہا کہ تو بھی یسوع کے ساتھ ہے۔ پطرس نے انکار کر دیا۔ پھر ایک دوسرے شخص نے کہا۔ کہ یہ بھی یسوع کے ساتھ تھا۔ تب پطرس نے قسم کھا کر کہا کہ میں تو اس شخص (مسیح) کو جانتا بھی نہیں۔ تھوڑی دیر بعد کچھ اور لوگوں نے جو وہاں موجود تھے۔ کہا کہ بے شک تو مسیح کے ساتھ والوں میں سے ہے۔ تو مقدس اور مخلص پطرس نے

"لعنت بھیجکر اور قسم کھا کر کہا کہ میں اس شخص (مسیح) کو نہیں جانتا۔ وہیں مُرغ نے بانگ دی۔ تب پطرس کو یسوع کی بات یاد آئی جو اس نے کہی تھی۔ کہ مُرغ کے بانگ دینے سے پہلے تو تین بار میرا انکار کریگا" (متی باب ۲۶)

پطرس اول کا انجام معلوم کر لینے کے بعد اب پطرس ثانی کے واقعات ملاحظہ فرمائیے۔

پطرس ثانی کے واقعات

مولوی محمد علی صاحب ایم اے ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز کا ایک زمانہ تھا۔ جبکہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو چیخ چیخ کر "نبی آخر زمان" "پیغمبر آخر زمان" "موعود نبی" بتا کر زمرۂ انبیاء میں داخل کیا کرتے تھے۔ جیسا کہ ذیل کے چند حوالہ جات سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

معلوم ہو جائے گا۔

حضرت مسیح موعودؑ کے عقائد	مولوی محمد علی صاحب کے عقائد
"چونکہ میرے نزدیک نبی اس کو کہتے ہیں جس پر خدا کا کلام یقینی اور قطعی بکثرت نازل ہو۔ جو غیب پر مشتمل ہو۔ اس لئے خدا نے میرا نام نبی رکھا مگر بغیر شریعت کے۔" (تجلیات الٰہیہ صفحہ ۱۶) "جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں گذر چکے ہیں۔ ان کو یہ حصہ کثیر (امور غیبیہ وکثرت الہامات کا) نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔ اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱) "میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ کہ اسی نے مجھے بھیجا ہے۔ اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے۔" (تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۸)	"اس اخیر زمانہ میں تجدید دین کے لئے بھی اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا تھا کہ وہ ایک عظیم الشان ضلالت کے وقت میں جو آخیر زمانہ میں ظہور میں آنیوالی ہے۔ اپنے ایک نبی کو دنیا کی اصلاح کیلئے مامور کریگا۔ اور اس کا نام مسیح موعود ہوگا۔ سو ایسا ہی ہوا کہ ... اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ بندے حضرت مرزا غلام احمد کو مامور فرمایا۔" (ریویو ماہ جون ۱۹۰۲ء صفحہ ۲۱۲) "انبیاء علیہم السلام شہرت پسند نہیں ہوتے .... یہی حالت ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی اور آج ہم اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں دنیا کی اصلاح کیلئے مامور اور نبی کر کے بھیجا ہے وہ شہرت پسند نہیں۔" (ریویو اپریل ۱۹۰۶ء صفحہ ۱۳۲) "(خواجہ غلام الثقلین صاحب) آپ ایک مدعی نبوت کے خلاف میدان میں نکلے تھے .... بحث تو یہ تھی کہ سچے اور جھوٹے مدعی نبوت میں امتیازی نشان قرآن کریم نے کیا قرار دیا ہے۔" (ریویو نومبر ۱۹۰۶ء صفحہ ۴۳۲)

یہ عقائد جناب "مولانا محمد علی" کے اس وقت تھے۔ جبکہ وہ یقائمی حواس خمسہ ریویو کے ایڈیٹر اور سلسلہ احمدیہ کے کارکن اور مسیح موعود علیہ السلام کے سچے خادم تھے۔ جب پطرس کی روحانیت نے زور کیا۔ اور وہ آپ پر غالب آگئی تو آپ نے اسیطرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی اور مراتب کا انکار کر دیا۔ جو سوائے پطرس کی مشابہت کے ممکن نہ تھا۔ چنانچہ آپ کا انکار ملاحظہ ہو۔

پطرس ثانی کا انکار

"حضرت امیر ایدہ اللہ" النبوۃ فی الاسلام کے صفحہ ۱۱۵ پر اپنا انکار بعد ازاں قرار اسطرح ارقام فرماتے ہیں۔ کہ

(۱) "جو شخص بعد آنحضرت صلعم دعوئی نبوت کرے۔ وہ کذاب ہے۔"

(۲) "امت کے اندر ہو کر نبوت کا دعوئی بھی کذاب کا کام ہے۔"

(۳) "حضرت مسیح موعودؑ شرعی اصطلاح میں نبی اور رسول نہ تھے۔"

(میرے عقائد صفحہ ۲)

دیکھو ایک دن وہ تھا۔ کہ شمعون پطرس سے مسیح ناصری نے جب پوچھا۔ کہ "میں کون ہوں"؟ تو پطرس نے کہا کہ "تو مسیح زندہ خدا کا بیٹا ہے۔" پھر وہ وقت آیا۔ کہ اسی زندہ خدا کے بیٹے کا لعنت کر کے انکار کر دیا۔ کہ میں اس کو جانتا ہی نہیں۔ اسی طرح ایک وقت وہ تھا۔ کہ "مولانا محمد علی" حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مدعی نبوت خدا کا نبی۔ نبی آخر الزمان۔ موعود نبی کہتے اور لکھتے تھے۔ پھر وہ وقت بھی آگیا۔ کہ پطرس ثانی بنکر مسیح موعود علیہ الصلوٰت والسلام کو جن کو "مدعی نبوت" مانتے تھے۔ دعوئی نبوت کی وجہ سے کذاب اور لغوی نبی کہنے اور اپنی عاقبت برباد کرنے میں از سر تا پا غرق ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ط

پھر جیسا کہ شمعون پطرس کے مسیح کے متعلق ایسے نیک ارادے تھے۔ کہ وہ کہتا تھا۔ کہ میں اگر مارا ہی جاؤں تو تیرا انکار کبھی نہ کروں گا۔ اسی طرح "مولانا محمد علی" بھی مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق نیک ارادے رکھتے تھے۔ جیسا کہ الہام سے ان کے بارے میں فرمایا۔ کہ

"تم بھی نیک ارادے رکھتے تھے آؤ ہمارے پاس بیٹھ جاؤ۔"

ممکن ہے۔ خدا وہ وقت لے آئے کہ وہ ہمارے پاس بیٹھ جائیں۔ ورنہ اب تو وہ "پیٹر برو" میں رہ کر اپنی روحانیت کا پطرس کے ساتھ موازنہ فرما رہے ہیں۔ ربنا لا تجعلنا منہم واجعلنا من المومنین۔ آمین۔

۱۹۱۰ء کا مولوی محمد علی ایم اے

(۱) "جو شخص ذرا بھی تدبر سے کام لیگا۔ اسکو اس امر کے تسلیم کرنے میں ذرا بھی تامل نہ ہوگا۔ کہ حضرت مرزا غلام احمدؑ اوسی پاک گروہ میں سے ایک عظیم الشان فرد ہیں جو انبیاء کے نام سے ممتاز ہے۔"

(۲) "حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام درحقیقت ایک سچے نبی ہیں۔ اور اسی زمرہ میں سے ہیں۔ جن کو انبیاء اور رسل کے نام سے پکارا جاتا ہے۔"

(۳) "اس زمانہ میں بھی خدا تعالیٰ نے ایک کامل انسان اور آنحضرت صلعم کا کامل غلام پیدا کیا۔ جسکو اپنے مکالمات کے شرف اور نبوت کے انعامات سے مالا مال کر کے اس بات کا ثبوت دیا۔ کہ آج اسلام ہی ایک زندہ مذہب ہے۔"

(۴) "اگر آج نبوت کے برکات کسی پاک انسان کو حاصل ہو سکتے ہیں۔ تو وہ قرآن شریف ہی کے ذریعہ سے اور آنحضرت صلعم کی وساطت سے ہی حاصل ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ آپ خاتم النبیین یعنے انبیاء کے لئے مہر ہیں۔ اب کوئی ایسا نبی نہیں ہو سکتا۔ جو آنحضرت صلعم کی غلامی کی مہر اپنے ساتھ نہ رکھتا ہو۔ غرض نبوۃ کے برکات بند نہیں ہوئے بلکہ اب بھی ایسے ہی حاصل ہو سکتے ہیں۔ جیسے پہلے حاصل ہوتے تھے۔ مگر اب کوئی صاحب شریعت نبی نہیں آسکتا۔" (۱۹۱۰ء میں مولوی محمد علی ایڈیٹر ریویو کا یہ عقیدہ تھا جو آج پیغام کی "امیر ایدہ اللہ" ہیں۔ دیکھو ریویو ماہ جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۲۷۳ تا ۲۷۱)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

غیر مبائعین سے چند مطالبات

مطالبہ نمبر ۸۷

مولوی محمد علی صاحب اپنے ٹریکٹ موسومہ "مسیح موعودؑ اور ختم نبوت" کے صفحہ ۱۲ کے حاشیہ پر لکھتے ہیں۔

"یہ بات مانکر کہ ایک زمانہ میں حضرت مسیح موعودؑ اپنی نبوت کا انکار کرتے تھے حالانکہ نبی تھے۔ حضرت صاحب کو ایک خطرناک فتوے کے ماتحت لاتے ہیں۔ جس کی طرف ان کی توجہ شاید اب تک نہیں ہوئی۔ اور وہ یہ کہ نبی کی نبوۃ سے انکار کفر ہے۔ پس اگر حضرت صاحبؑ کو خدا نبی کہتا تھا۔ اور آپؑ فی الواقع نبی تھے۔ مگر بایں زور سے نبوت کا انکار کرتے۔ بلکہ مدعی نبوت پر لعنت بھیجتے تھے۔ تو کیا آپؑ کفر کے فتویٰ کے ماتحت نہیں آتے؟ یقیناً اگر نبی اپنی نبوت کا انکار کرے۔ تو وہ سب سے بڑھ کر کافر ہے۔ کیونکہ دوسروں کو کہنے والا تو انسان ہے۔ مگر اسے خود خدا کہتا ہے" اگر آپ ایسے فتووں کے مشتاق ہیں۔ اور آپ کی قوت استدلال اس درجہ باریک ہو گئی۔ تو پھر آپ حضرت پر کیا فتویٰ لگائیں گے۔ حضرت کی تحریر مندرجہ اعجاز احمدی صفحہ مدنظر رکھئے۔ اور فتویٰ بتائیے۔ (کیونکہ آپ کے مسلمات کی رو سے جیسا کہ آپ نے ٹریکٹ مذکور کے صفحہ پر لکھا ہے کہ "ہاں مجدد اور مسیح امت کو رد کرنا یا اسکی مخالفت کرنا قابل مواخذہ ہے")

حضرت فرماتے ہیں "پھر میں قریباً بارہ برس تک جو ایک زمانہ دراز ہے۔ بالکل اس سے بے خبر اور غافل رہا۔ کہ خدا نے مجھے بڑی شد و مد سے براہین میں مسیح موعودؑ قرار دیا ہے۔ اور میں حضرت عیسےٰ کی آمد ثانی کے رسمی عقیدہ پر جما رہا۔ جب بارہ برس گذر گئے۔ تب وہ وقت آگیا۔ کہ میرے پر اصل حقیقت کھولدی جائے۔ تب تواتر سے الہامات شروع ہوئے۔ کہ تو ہی مسیح موعودؑ ہے"

کیا حضرت کو خدا کا بڑی شد و مد سے مسیح موعودؑ قرار دینا۔ اور پھر آپؑ کا اس کے خلاف لکھنا آپ کے نزدیک قابل مواخذہ ہے یا نہیں! اور اگر ایسے فتاویٰ احمدیہ بلڈنگس سے شائع ہوتے رہے۔ تو شاید کوئی نبی بھی اس سے نہ بچیگا۔ کیونکہ اجتہادی غلطی سے انبیاء علیہم السلام بھی محفوظ نہیں۔ آپ بتائیے خدا کے حکم کا انکار کفر ہے یا نہیں۔ اگر کفر ہے تو آپ کا حضرت نوح علیہ السلام کے متعلق کیا فتویٰ ہے۔ جبکہ خدا تعالےٰ نے کہدیا تھا۔ کہ لا تخاطبنی فی الذین ظلموا کہ ظالموں کے بارے میں مجھ سے خطاب مت کیجیو۔ پھر حضرت نوح علیہ السلام نے باوجود خدا کے حکم کے اپنے لڑکے کے متعلق جو ظالم تھا۔ خدا سے خطاب کیا۔ اور کہا ان ابنی من اھلی؟

مطالبہ نمبر ۸۸

مولوی محمد علی صاحب اپنی کتاب النبوۃ فی الاسلام کے صفحہ ۱۸ پر لکھتے ہیں۔ کہ "امام رازی کا مذہب کہ انبیاء خود کامل ہوتے ہیں۔ اور ناقصوں کو کامل کرتے ہیں" "یعنے وہ جو ان دونوں مقاموں یعنی معرفت اور اعمال میں کامل ہوتے ہیں۔ اور وہ ناقصوں کے علاج کی بھی طاقت رکھتے ہیں۔ اور ان کو سعی اس بات پر قادر کرتی ہے۔ کہ ناقصوں کو نقصان کی پستی سے کمال کے اوج کی طرف منتقل کر دیں۔ اور یہ انبیاء علیہم السلام ہیں" کیا اس اصل کے ماتحت جو مولوی محمد علی صاحب کا مسلمہ ہے حضرت اقدس نبی نہیں ٹھیرتے۔ اور کیا حضرتؑ کامل نہ تھے۔ اور کیا آپؑ نے ناقصوں کو کامل نہیں کیا۔ جبکہ آپ خود بھی فرماتے ہیں "میں وہ پانی ہوں جو آیا آسمان سے وقت پر۔ میں ہوں وہ نور خدا جس سے ہوا دن آشکار" (درثمین)

نیز فرماتے ہیں۔ لا ولی یعدی الا الذی ھو مبنی و علےٰ عہدی کہ سوائے اس کے جو مجھ سے اور میرے عہد پر ہو کوئی ولی نہیں ہو سکتا۔ (خطبہ الہامیہ)

مطالبہ نمبر ۸۹

مولوی محمد علی صاحب اپنی کتاب النبوت فی الاسلام کے صفحہ پر لکھتے ہیں۔

"دو انسانوں کے تین گروہ۔ مکمل۔ کامل۔ ناقص" اس لحاظ سے کل انسان تین گروہوں میں تقسیم ہوئے ہیں۔ ایک وہ جو اپنی امتوں کا تزکیہ نفس کرتے۔ اور انکو کمال انسانی تک پہنچاتے ہیں۔ یہ انبیاء کا گروہ ہے۔ دوسرا وہ گروہ ہے جو اکتساب کرتا ہے کوشش کرتا ہے۔ انبیاء کی ہدایت پر چلتا ہے یہ مفلح یا کامل لوگ ہیں۔ تیسرا گروہ وہ ہے جو اس کمال کو حاصل نہیں کرتا۔ یہ ناقصین کا گروہ ہے"

آپ کا مقصد اس من گھڑت عبارت سے صرف یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ کو کسی نہ کسی طرح زمرۂ انبیاء سے علیحدہ کیا جائے۔ مگر کمزور بات اور اختراعی باتوں میں جان نہیں ہوتی۔ اس لئے میں جناب مولوی صاحب مذکور اور آپ کے دیگر مبائعین دوستوں سے عرض کرتا ہوں۔ کہ کیا وہ انبیاء علیہم السلام جو بنی اسرائیل میں آئے۔ انہوں نے "اکتساب" اور "کوشش" نہیں کی۔ کیا یوشع جو حضرت موسیٰؑ کی وفات کے بعد نبی ہوئے وہ مقام نبوت پر فائز ہونے سے پہلے حضرت موسےٰ علیہ السلام کی تعلیم و ارشاد کے پورے طور پر کاربند نہیں رہے۔ اور کیا حضرت سلیمانؑ حضرت داؤدؑ علیہ السلام کی پیروی نہیں کرتے رہے۔ اگر کرتے رہے اور پھر بھی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہ امر انکی نبوت کا مانع نہ ہوا۔ تو کیا وجہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں رہنے سے اور آپ کے احکام کی تعمیل سے انسان نبوت نہ پا سکے؟

مطالبہ نمبر ۹۰

مولوی محمد علی صاحب اپنی کتاب النبوۃ فی الاسلام کے صفحہ پر لکھتے ہیں "یہ تبدیلی عقیدہ نبوت کا اعلان القول الفصل سے پہلے کبھی نہیں ہوا۔ اور یہ حضرت مسیح موعودؑ پر افتراء ہے۔ کہ انہوں نے اپنا عقیدہ دربارہ نبوۃ تبدیل کر لیا تھا۔ میرے دوستو یہ صرف افتراء ہی نہیں۔ بلکہ اس میں حضرت مسیح موعودؑ کی وہ ہتک ہے۔ کہ ایسی ہتک کبھی کسی مخالف نے بھی نہ کی ہوگی۔ اگر تم دوست ہو تو خطرناک نادان دوست ہو۔ حقیقی اور کامل نبی بناتے بناتے تم نے تو حضرت صاحبؑ کو ایک معمولی انسان کے مرتبہ سے بھی گرا دیا۔ کسی پیشگوئی میں غلطی ہو جانا اور امر ہے۔ مگر کسی شخص کا اپنے دعویٰ ہی کو نہ سمجھنا اور دس یا پندرہ سال تک نہ صرف اس غلط دعویٰ کا اعلان کرتے رہنا بلکہ نعوذ باللہ من ذالک جھوٹے طور پر قرآن و حدیث سے اس کی تائید میں استدلال کرتے رہنا اور دلائل لکھکر سینکڑوں صفحے پُر کر دینا اور مخالفوں کے خلاف بڑے زور سے ان باتوں کا لکھتے جانا حالانکہ یہ سب بالکل جھوٹ تھا۔ نعوذ باللہ من ذالک کیا یہ باتیں مسیح موعودؑ کی طرف منسوب کرتے ہو۔ تم اس عہدہ دار کو کیا کہو گے جسکو اس کے افسروں نے ایک عہدہ پر مامور کر کے بھیجا۔ اور وہ پندرہ سال تک یہ سمجھا ہی نہیں۔ کہ میرا عہدہ کیا ہے۔ ایک تھانہ میں سب انسپکٹر کو بھیجا۔ اور وہ خیال کرتا رہا۔ کہ میں کمشنر ہوں۔ کیا ایسے شخص کو مجنون کہو گے۔ یا کچھ اور؟"

مولوی صاحب کی عبارت سے ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ مولوی صاحب نے نہ ہی حضرتؑ کی کتابیں بغور مطالعہ کی ہیں۔ اور نہ ہی کثرت سے حضور کی صحبت انہیں نصیب ہوئی ورنہ ایسا نہ لکھتے۔ نبوت کو تو آپ ہماری طرف منسوب کرتے ہیں۔ مگر بتائیے کہ کیا آپ حضرت مسیح موعودؑ کی نسبت ایسے الفاظ کہنے کے لئے تیار ہیں۔ جبکہ حضرت اعجاز احمدی کے صفحہ پر لکھتے۔ کہ "میں قریباً بارہ برس تک جو ایک زمانہ دراز ہے۔ بالکل اس سے بے خبر اور غافل رہا۔ کہ خدا نے مجھے بڑی شد و مد سے براہین میں مسیح موعودؑ قرار دیا ہے۔ اور میں حضرت عیسےٰؑ کی آمد ثانی کے رسمی عقیدہ پر جما رہا"

اب بتائیے کہ حضرتؑ اپنے دعویٰ مسیح موعودؑ کو بارہ برس تک سمجھے یا نہ سمجھے جبکہ خدا نے بڑی شد و مد سے آپؑ کو اس امر میں وحی بھی کی یا کیا آپؑ کا مسیح موعودؑ ہونا ہی پیشگوئی میں اجتہادی غلطی" تھی۔ حضرت کی محولہ بالا عبارت سے یہ بھی ظاہر ہو گیا۔ کہ دعویٰ میں بھی اجتہادی غلطی لگ سکتی ہے۔ کیا کسی غیر مبائع دوست کے پاس اس امر کا کوئی جواب ہے؟

نوٹ:۔ دعویٰ میں اجتہادی غلطی سے کوئی محذور لازم نہیں آتا۔ کیونکہ جب تک کوئی شخص اپنا دعویٰ لوگوں کے سامنے پیش نہ کرے۔ تب تک کوئی شخص قابل مواخذہ اور مستحق اجر نہیں ہوتا۔ رہا یہ امر کہ پھر اس سے امان اُٹھ جاتا ہے۔ سو اس کا یہ جواب ہے کہ اللہ تعالیٰ بعض مصلحتوں کے ماتحت ملہم کی طبیعت کو اس امر سے پھیر دیتا ہے اور جب چاہتا ہے۔ اس پر حقیقت حال منکشف کر دیتا ہے جیسے ایک آنکھ کسی چیز کو دور سے دیکھے تو ہو سکتا ہے کہ اسمیں غلطی کھا جائے مثلاً کوئی سفید بیل کو انسان سمجھ لے یا سفید کپڑوں والے انسان کو بیل سمجھ لے۔ مگر کوئی نہیں کہتا کہ آنکھ مفید نہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ دیگر امور سے جو روز روشن کیطرح اجلی اور واضح ہوتے ہیں ملہمین کی صداقت پر مُہر کر دیتا ہے۔ منہ

مطالبہ نمبر ۹۱

ترمذی میں عبداللہ بن عمر سے روایت ہے۔ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ ضرور میری امت پر بھی ویسا ہی زمانہ آئے گا۔ جیسے بنی اسرائیل پر آیا۔ جیسے ایک پاپوش دوسری کے برابر ہوتی ہے۔ ویسے ہی ان دونوں زمانوں میں برابری ہوگی۔ اور یہاں تک برابری ہوگی۔ کہ اگر بنی اسرائیل میں کوئی ایسا شخص ہوا جو اپنی ماں کے پاس علانیہ آیا۔ تو میری امت میں بھی ایسا ہوگا۔ جو ایسا فعل کریگا۔ اور یقیناً بنی اسرائیل پراگندہ ہو کر بہتّر فرقوں میں بٹ گئے۔ اور میری امت تہتّر فرقوں میں بٹ جائے گی۔ سب کے سب دوزخی ہوں گے۔ سوائے ایک کے۔ صحابہؓ نے عرض کی وہ کون فرقہ ہے یا رسول اللہؐ۔ آپؐ نے فرمایا جس پر میں اور میرے صحابہؓ ہیں۔ یعنی جو کام میں اور میرے صحابہؓ کرتے تھے۔ ناجی فرقہ بھی ویسے ہی کام کریگا۔

اس حدیث کو مدنظر رکھتے ہوئے میں اپنے پیغامی بھائیوں سے دریافت کرتا ہوں۔ کہ کیا صحابہؓ کرام نے محض اعلاء کلمۃ اللہ کی خاطر بغیر کسی حظ نفسانی کے حاصل کرنیکے جانیں دیں یا نہیں۔ اور یہ سعادت اس زمانہ میں کس گروہ کے حصہ میں آئی۔ کیا پیغام والوں کے یا قادیان سے تعلق رکھنے والوں کے؟ کیا صحابہ کرامؓ ایک خلیفہ کے ماتحت رہے۔ یا انہوں نے سرے سے خلافت سے ہی انکار کر دیا۔ کیا مطابق حدیث مذکور ضروری نہیں۔ کہ اگر آپ اپنے آپ کو فرقہ ناجیہ تصور کرتے ہیں۔ تو اپنی ہستی علیحدہ قائم کریں۔ اور دوسروں میں اپنے آپ کو جذب نہ کریں۔ لیکن آپ کا اس کے خلاف عمل یہ ظاہر نہیں کرتا۔ کہ آپ کو فرقہ ناجیہ سے کوئی واسطہ نہیں۔

کیا صحابہ کرامؓ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا خود یہ دستور نہ تھا۔ کہ تمام روپیہ بیت المال میں جمع ہوتا۔ اور امام وقت کے حکم سے خرچ ہوتا۔ مگر خواجہ صاحب کا علیحدہ مشن اور آپ کا علیحدہ اس بات کو ظاہر نہیں کرتا۔ کہ آپ میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صحابہ کرامؓ کی روح نہیں۔ برخلاف جماعت قادیان کے کہ وہ خلیفہ وقت کے ماتحت صحابہ کرامؓ کے نقش قدم پر چلتے ہیں۔

آپ کا صحابہ کرامؓ کے نقش قدم پر چلنا تو درکنار آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے ہی سرے سے خلاف آواز بلند کرنا کہ امت محمدیہ میں کوئی فرقہ نہیں اس بات کو واضح نہیں کرتا۔ کہ آپ کا مشن سرور کونینؐ کے ارشاد کے خلاف تفسیر بالرائے سے کام لیتا ہے۔

کیا صحابہ کرامؓ نے اپنے مخالفین سے ناطے کئے۔ اگر نہیں کئے۔ تو آپ کا غیر احمدیوں کو لڑکیاں دینے کا فعل کس حد تک آپ کو صحابہ کرامؓ کے نقش قدم پر چلنے والا ثابت کرتا ہے۔

مطالبہ نمبر ۹۲

یہ بات مخفی نہیں کہ انبیاء علیہم السلام کے ساتھیوں کو صحابہؓ کہتے ہیں۔ غیر نبی کے مرید کو صحابی نہیں کہتے۔ اگر حضرت اقدسؑ نبی نہ تھے۔ تو آپؑ نے یہ کیوں فرمایا۔ کہ ؎

"وہ صحابہؓ سے ملا جب مجھ کو پایا"

(خاکسار مولوی عبدالاحد داتوی مولوی فاضل قادیان)

مشینری زراعتی آلات و سامان آہنی

بٹالہ کی مشہور و معروف چارہ کترنے کی مشین آہنی رہٹ (ہرٹ) نہری اونچی زمین اراضی کیلئے جھلاریں۔ زراعتی فارم کے نمونے کے آہنی ہل۔ جراس (بیل چکی) بیلنہ جات۔ چاولوں کی مشین (رائس ملز) سیویاں۔ پھینیاں بنانے کی مشین۔ بادام روغن نکالنے کی مشین وغیرہ وغیرہ منگوانے کے لئے ہماری یا تصویر فہرست طلب فرمائیے۔

علاوہ ازیں ہر قسم کی ڈھلائی لوہے۔ پیتل وغیرہ کا کام پیٹرن نمونہ آنے پر کرایا جاتا ہے۔ ایک دفعہ آزمائش شرط ہے۔

ایم عبدالرشید اینڈ سنز جنرل سپلائرز احمدیہ بلڈنگ بٹالہ (پنجاب)

ایک موٹر ڈرائیور کی کھلی چٹھی کا جواب

قادیان میں ایک نہایت ہی مقدس خاندان مردم خورڈاہب کے کنارے آباد ہے۔ جو احمدیوں کے ناروا ظلموں سے تنگ آکر اپنی مظلومیت میں ابولہب اور امراتہ حمالۃ الحطب سے بھی کسیقدر بڑھا ہوا ہے۔ اس خاندان کا ہر ایک ممبر خدا رسی اور خدادادی اور عرفان الٰہی میں بیمثل نمونہ ہے۔ اس خاندان کے مورث اعلےٰ جناب مستری فضل کریم صاحب بانی انجمن "اشرار المنافقین" ہیں۔ جن کی شبانہ روزی دعاؤں کی برکت سے انہیں خدا نے ایک لعل بے بہا، اور دُرِ شاہوار فرزند ارجمند اطال اللہ عمرہٗ عطا فرمایا۔ جو حسن میں رشک یوسف صبر میں ثانی ایوب۔ تقویٰ میں یحییٰ۔ طہارت میں ذکریا۔ اعمال صالح میں پسر نوحؑ کا ثانی۔ فرمانبرداری و اطاعت میں زن لوط کا مثیل۔ علم و فضل میں فخر رازی اور امام غزالی کی یادگار۔ عقل و حکمت میں افلاطون و ارسطو کا ہمپایہ۔ سادہ لوحی میں قاضی لَم یَعِقْ کا ہمسایہ۔ زہد و عبادت میں یگانہ۔ ہوشیاری و چالاکی میں رشک زمانہ۔ جس کا اسم گرامی اور نام نامی "مولوی محمد زاہد ہے"۔ اس نونہال کی عمر اس وقت قریباً اٹھارہ سال کے اندر ہوگی۔ اس چھوٹی سی عمر میں جو جو خوبیاں دینی و دنیاوی اس وجود مقدس کی سننے میں آرہی ہیں۔ وہ احاطۂ تحریر سے باہر ہیں۔ اس ہونہار وجود کو ہم اُس روز سے دیکھ رہے ہیں۔ جب کہ یہ قادیان میں ہجرت کر کے تشریف لائے۔ اور ایک لنگوٹی باندھکر بچوں کے ساتھ کھیلا کرتے تھے۔ اسوقت بھی یہ نہایت روشن دماغ نظر آتے تھے۔ بچپن میں ہی ؎

بالائے سرش زہوشمندی ٭ می تافت ستارۂ بلندی

کے مصداق تھے۔ یہ رشک زلیخا ۱۴ سال کی عمر میں انٹرنس پاس کر کے لاہور کے اسلامیہ کالج میں تعلیم حاصل کرنے گئے۔ اساتذہ کی روزانہ لکھ کوب سے تنگ آکر جی جو گھبرایا تو کالج کو یکدم چھوڑ کر طبیعت میں انجینیری کا شوق چرایا مکینکل بننے کا کو جی چاہا۔ فوراً والد بزرگوار مدظلہ العالی نے اپنے لاڈلے لخت جگر اور برادر اکبر ادام اللہ فیوضہ نے اپنے قوت بازو کے لئے ایک پرانی موٹر خرید دی پہلے آپ اس پر بجائے کلینر کے کام کرتے رہے۔ طبیعت میں جولانی تھی۔ تھوڑے دنوں میں ہی موٹر کے کل پرزوں سے واقفیت پیدا کرلی اور فوراً ڈرائیوری کا لائسنس گورداسپور سے حاصل کر کے کلینر سے ترقی کر کے موٹر ڈرائیور بن گئے۔ اور خود ہی قادیان سے بٹالہ اور بٹالہ سے گورداسپور وغیرہ اس موٹر کو کرایہ پر چلاتے رہے۔ جوں جوں تجربہ بڑھنے لگا۔ موٹر دن بدن ٹوٹنے لگی۔ حتےٰ کہ کبھی گورداسپور اور کبھی امرتسر کے راستہ میں موٹر نے آپکی حکم عدولی شروع کی۔ ناراض ہوکر اس فخر خاندان نے موٹر کو اپنے ناقابل سمجھکر یا موٹر نے آپ کو نااہل پاکر کنارہ کشی اختیار کی۔ اور موٹر کو لاکر اپنے در دولت کی پشت پر ایک میدان میں بیک بینی و دو گوش کھڑا کر دیا۔ اور آپ نے اپنے لئے کسی دلچسپ مشغلہ کی تلاش شروع کی۔ جو پسند یا پسند کے مطابق آپ کو اچھا خاصہ شغل دل بہلا نیکا مل گیا جس میں اس وقت تک آپ ہمہ تن مصروف رہ کر پوری نامور حاصل فرما رہے ہیں۔ اور آخری عہدہ آپ کا موٹر ڈرائیوری ہے لیکن آجکل اون ہیں۔

کھلی چٹھی کی شان نزول

اسی دوران میں آپنے علاوہ بہت سے کارہائے نمایاں کے اپنی شہرت اور یاران طریقت کی دل لگی کے لئے ایک کھلی چٹھی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ کے نام طبع کرا کر ادھر اُدھر روانہ فرمائی۔ جس کو رئیس الاشرار زمیندار نے اور دشمن اسلام پرکاش آریہ اخبار نے اپنے اپنے کالموں کی زینت بنایا۔ اور نہایت فخر و اعزاز کے ساتھ روزانہ زمیندار اور اخبار

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پرکاش نے چھاپ کر "مولوی محمد زاہد" صاحب کی پیٹھ ٹھونکی۔ اس چیٹھی کو پڑھکر نویسندہ اور مشتہر کی کس بیرسی پر ہر قاری کا دل پگھل کر آنکھیں ڈبڈبا جاتی ہیں۔

جس دردناک پیرایہ میں "مولوی محمد زاہد" صاحب کے لئے یہ چیٹھی لکھی گئی ہے۔ اس کا اندازہ سوائے "مولوی محمد زاہد" سلمہ اللہ کے دل پسیدہ اور لکھنے والے کے آب دیدہ کے دوسرا کون کر سکتا ہے؟ جو جو ظلم اور تعدی اس نہتی جان پر ہو رہے ہیں اور جو جو منصوبے اس رستم دوران کی تباہی اور ہلاکت کے سوچے جا رہے ہیں۔ ان کا مقابلہ اور ان کی برداشت سوائے اس سہراب ثانی اور اسفندیار زمانی کے کس کا دل گردہ ہے۔ کہ کر سکے۔ اس عرضداشت میں "جو کھلی چیٹھی" کے نام سے شائع کی ہے بیکس اور بے بس بے یار و بیدیار بے مونس و غمگسار "مولوی محمد زاہد" غمخوار نے اپنی حالت زار کا اسطرح اظہار فرمایا ہے۔

ہجرت وطن اور عزیزوں سے جدائی

شروع میں آپ اپنی دینی حمیت اور قلبی اخلاص کا ذکر کرتے ہوئے ارقام فرماتے ہیں۔ کہ

"ہم عرصہ تیرہ چودہ سال نہ صرف آپ کے مخلص مرید رہ چکے ہیں۔ بلکہ ہم نے اپنے اعتقاد کے مطابق وطن اور عزیز و اقارب کو خیرباد کہکر قادیان میں سکونت اختیار کر لی تھی"

دیکھو کیسا مخلص وجود ہے جس نے چار پانچ سال کی عمر میں ہی محض دین کی خاطر اپنے عزیز وطن کو جس میں آپ کا خاندان حکمران تھا۔ اور دنیاوی وجاہت میں جس وطن کا ایک فرد بھی آپ کی ہمسری کا دعویٰ نہ کر سکتا تھا۔ جہاں لاکھوں روپیہ کی جاگیر اور کروڑوں کی جائداد آپ کے قبضہ میں تھی۔ سب کچھ چھوڑ کر قادیان کی رہائش اختیار کر کے اپنی تمام ترقیات دنیاوی پر پانی پھیر دیا۔ اس قربانی کی مثال کوئی دکھلا سکتا ہے۔ اگر آنجناب اپنے وطن مالوف جالندھر میں رہتے۔ جہاں آپ کے پدر بزرگوار کی دوکان تالوں کی مرمت اور تالیاں بنانے کی بڑے زور شور سے چلتی تھی۔ جس کی روزانہ یافت سینکڑوں تک کی تھی۔ اور وہ تخت جو آپ کے محلات کا زینت بخش تھا۔ نہ چھوڑتے تو آج اس درجہ تک نہ پہنچتے کہ آپکے والد بزرگوار اس عالی شان مکانات اور حویلیوں کی بجائے مردم خور ڈھاب کے کنارے ایک چھوٹی سی کٹیا رین بسیرے کیلئے بناتے۔ اور اس قفل سازی اور کلید گری سے زرخیز کارخانہ کو ترک کر کے قادیان میں شین سیویوں کے ادنے کارخانہ اور فلوریلز کے پروپرائیٹر نہ کہلاتے اور اگر اپنے عزیز وطن جالندھر اور لاتعداد اقارب کو نہ خیرباد کہتے تو بجائے کلکٹری اور ڈپٹی کمشنری کا عہدہ پانے پر آج انکے برادر اکبر مولوی فاضل کی بے بضاعت ڈگری جس کو ثناء اللہ جیسا شخص بھی حاصل کر کے پچھتا رہا ہے نہ پاتے اور آپ جیسا خلف الرشید چراغ دودمان بجائے قیصر جرمن اور زار روس کا وارث ہونے کے یہ انٹرنس کی لایعنی ڈگری اور موٹر ڈرائیوری کی سند تو نہ حاصل کرتا۔ پس اس تمام ذلت اور رسوائی کو آپنے محض دین کی خاطر مخلصانہ منظور کیا۔ اور اپنے عزیز و اقارب و وطن کے تخت سلیمان کو خیرباد کہکر قادیان کی رونق بن گئے۔ پھر بھلا آپکے اخلاص پر کسی قسم کا ریب و شک ہو سکتا ہے۔ اور آپ کی ذات بابرکات پر کوئی دھبہ لگ سکتا ہے۔

بارہ سال بعد طبیعت کا پلٹنا

باایں ہمہ صبر و شکیبائی جناب "مولوی محمد زاہد" بالقابہ فرماتے ہیں۔ کہ

"عرصہ دو سال کا ہوا کہ ہم ان اعتراضات سے جو عرصہ چودہ سال سے آپ کی ذات پر ہوتے رہے ہیں۔ متاثر ہوئے"

اللہ اللہ یہ دل مجنون اور یہ قلب محزون بارہ سال تک مخلص مرید رہ چکنے کے بعد یعنی اپنی ۵ سالہ عمر سے لیکر ۱۶ سالہ ہونے تک مخلص مرید رہے۔ اور قیام خلافت ثانیہ سے لیکر آج تک متواتر بارہ برس ان اعتراضات کو جو حضرت خلیفۃ ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی ذات بابرکات پر آپ کے مخلص مریدوں اور خیر خواہوں کی طرف سے ہوتے تھے۔ سن سن کر مریدی کو نباہتے رہے۔ آخر جب آب زر سر گذشت والا معاملہ ہو گیا۔ اور قریباً دو سال سے آپ ان اعتراضات سے مجبوراً سخت متاثر ہوئے تو "تنگ آید بجنگ آید" پر عمل پیرا ہو کر حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ سے ان اعتراضات کا حل ضروری سمجھا" اور وہ اعتراضات بشکل

"سوالات پیش کئے۔ تا اگر یہ سوالات غلط ہوں تو نہ صرف ہم "مولوی محمد زاہد صاحب سٹاف" بلکہ تمام دنیا ایک زبردست صداقت کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لے"

معلوم ہوتا ہے کہ جو اعتراضات عرصہ چودہ سال سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی ذات پر ہوتے رہے۔ وہ کچھ تو حضرت فضل عمر ایدہ اللہ کے خلیفہ ہونے سے پیشتر کے ہونگے۔ جو حضور کے خلیفہ ہوتے ہی شروع ہو گئے۔ اور کچھ خلیفہ منتخب ہونے کے بعد کے ہیں۔ تو کیا ایسے اعتراضات جن لوگوں کی طرف سے ہوتے رہے۔ وہ لوگ خلافت کے منکر اور خلیفہ کے دشمن تھے۔ یا خلافت کے تو قائل مگر خلیفہ کے مخالف یا خلافت اور خلیفہ دونوں کے مصدق اور موافق۔ کیونکہ یہی تین قسم کے لوگ معترضین میں ہو سکتے ہیں۔ اس لئے ہمنے یہ دیکھنا ہے۔ کہ ان میں سے کس کے اعتراض قابل توجہ اور صحیح سمجھے جا سکتے ہیں۔ جو آپکو متاثر کرنیکا موجب ہوئے۔

منکرین خلافت کے اعتراض

اگر وہ اعتراض ان لوگوں کی طرف سے ہیں۔ جو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سرے سے خلافت کے منکر اور خلیفہ کے دشمن تھے۔ تو انکی حقیقت تو ان اعتراضوں سے بڑھکر نہیں۔ جو آریہ یا عیسائی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک پر رافضی اور خارجی حضرت خلفاء اربعہ رضی اللہ عنہم کی ذات پر کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ مثل مشہور ہے۔ کہ "دشمن بات کہے انہونی" ایسے اعتراض بجوئے نمی ارزد کے مصداق ہوتے ہیں۔ لہذا "مولوی محمد زاہد معہ سٹاف" اگر ایسی اعتراضوں سے متاثر ہوئے ہوں۔ جو دشمنان خلیفہ اور منکرین خلافت کرتے تھے۔ تو وہ اعتراض تو یوم انتخاب خلیفہ ثانی سے ہی ہو رہے تھے۔ ان سے بارہ سال تک آپ جیسے مخلص کا متاثر نہ ہونا۔ اور اب دو سال سے متاثر ہو کر اپنی ننھی سی جان کو خلیفہ کی افواج جرار کے نرغہ میں پھنسا کر ان پٹھانوں کی تلواروں کے نیچے رکھدینا جن کو خلیفہ ثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے بخیال آپ کے صرف قتل و غارت کے لئے ہی رکھا ہوا ہے۔ اور جنہوں نے سینکڑوں قتل خلیفہ کے حکم سے کر ڈالے ہوں۔ آپ جیسے مومن اور عاقل اور دانشمند پیر فرزانہ کی شان سے بعید معلوم ہوتا ہے۔ اسلئے کہ ان لوگوں کے اعتراضات تو آپ نے اور آپکے خاندان عالیہ نے پہلے ہی سُن سُنکر اور پھر ان کو غلط سمجھکر ہی اپنے وطن مالوف اور عزیز و اقارب کی مفارقت گوارا کی تھی۔ ورنہ ابتداء میں ہی جبکہ قادیان میں ڈاکٹر غلام غوث صاحب کی دوکان میں آپ کے والد ماجد قدس سرہٗ جیسے مومن متوکل جو دو چار آنے یومیہ کی مزدوری وغیرہ کر کے اوقات بسری کرتے۔ اور آپ کا پیٹ بھرتے تھے۔ ان اعتراضات سے متاثر ہوتے تو نہایت آسانی سے جالندھر واپس جا کر اپنی جاگیرات متروکہ پر قبضہ کر لیتے۔ اور ایمان کو ضائع نہ ہوتے دیتے۔ پس ظاہر ہے۔ کہ آپ نے دشمنان خلافت کے اعتراضات تو سُنے ہوئے تھے۔ اور اُن سے متاثر نہ ہوئے تھے۔ ہاں یہ بھی ممکن ہے۔ کہ ایسے معترضین کی آپکی بارگاہ عالیہ تک رسائی نہ ہوئی ہو۔ اور ان کو اپنے اعتراضات آپ کو سنانے کا موقعہ نہ ملا ہو۔ اور اب جا کر جبکہ خود بدولت ہی جبہہ سائی کے لئے کسی اللہ کے بندے کے ذریعہ وہاں پہنچے تو وہ ناگفتہ بہ اعتراضات سُنکر آپ یک لخت متاثر ہو گئے۔ اگر یہ صورت ہے۔ تو آپ کا یہ ارشاد غلط ہو جاتا ہے۔ کہ وہ اعتراضات عرصہ چودہ سال سے آپ کی ذات پر ہوتے رہے۔ حالانکہ آپکے بارہ سال تک تو ان سے کان آشنا ہی نہ ہوئے تھے؟

پس ہر دو صورتوں میں سے کسی صورت کو آپ پسند فرمالیں۔ یعنے یا تو یہ کہ آپ نے یوم انعقاد خلافت ثانیہ سے ہی ان اعتراضات کو منکرین خلافت اور دشمنانِ خلیفہ کی زبان سے سنا تھا لیکن یقین نہ کیا تھا۔ اور برابر مخلص مرید بنے رہے۔ تو اب ان اعتراضات سے متاثر ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہو سکتی۔ یا دوسری صورت تسلیم کریں۔ کہ بارہ سال تک تو آپنے کوئی اعتراض نہ سنا تھا۔ اب صرف دو سال سے سُنکر متاثر ہوئے ہیں۔ تو یہ آپ کی بیحد ایمانی کمزوری ہے جس سے بعید نہیں کہ آپ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات پر عیسائیوں اور آریوں کے اعتراضات آج سنکر بھی کہدیں کہ ہم عرصہ تیرہ چودہ سو سال آپ کی امت میں مخلص مسلمان رہ چکے ہیں۔ اب عرصہ دو سال سے ان اعتراضات سے متاثر ہوئے ہیں۔ جو عرصہ تیرہ سو سال سے آپ کی ذات پر ہوتے رہے اور اگر آپ چودہ سال سے ہی ایسے اعتراضات سُنتے رہے اور انکو صحیح بھی سمجھتے رہے۔ لیکن دو سال سے پہلے آپنے ان کا حل نہ چاہا۔ نہ بحضور خلافت پناہ ان کو پیش کیا۔ تو آپ یقیناً منافقانہ زندگی بسر کرتے رہے۔ اور یہ خالص دروغ بیانی آپنے کی ہے کہ "ہم عرصہ تیرہ چودہ سال آپکے مخلص مرید رہ چکے ہیں"۔ بہرحال آپکے ذمہ اسکا حل ہے کہ آپ بتائیں کہ آپنے یہ اعتراضات اپنی بیعت کرنے سے پہلے سُنے تھے یا بعد میں۔ اگر پہلے سُنے تھے تو بغیر حل کرائے

رئیس الاشرار

"زمیندار" اپنے کالم مزخرفات کو پورا سنڈاس بنا کر پیش کرتا ہے۔ جتنی نجاست رات کو اس کے پیٹ میں جمع ہوتی ہے۔ وہ سب کی سب دن کو اپنے مُنہ کے راستے اوگل کر "فکاہات" کے نیچے گرا دیتا ہے۔ پھر اس نجاست خوری پر بھی لاہنیں سماتا۔ اور اس کو اپنے لئے دین و دنیا کی خوبی خیال کرتا ہے۔ جھوٹ جیسی گندگی کو اپنے لئے شیر مادر سمجھکر غٹ غٹ پی جانا فرہبی کا ذریعہ سمجھتا ہے۔ کاش اس یاوہ گو ہرزہ درا کو اپنے مسلمان کہلانیکا ہی کچھ پاس ہوتا۔ خدا و رسولؐ کی شرم اور اسلامی اخلاق تو اس کے محلہ میں بھی نہیں پھٹکتے۔ مخلوق سے ہی حیا کرتا۔ آدمیت کے لباس میں ایک حیوان بشکل انسان ۵ راگست کے روزانہ زمیندار میں سیاہ جھوٹ کی غلاظت پر منہ مارتا ہوا کسی محمد حیات خلافتی کی کہانی لکھتا ہے کہ وہ ڈلہوزی میں کہیں خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی کوٹھی کی طرف جا نکلے۔ وہ چونکہ موٹے تازے الفربہ خواہ مخواہ آدمی معلوم ہوتے تھے۔ خلیفہ کے پرائیویٹ سکرٹری کی نظر جو اُن پر پڑی تو انہوں نے سمجھا۔ کہ کوئی شکار ہاتھ آیا۔ ممکن ہے۔ کہ تبلیغ اسلام کے نام پر کچھ دے مرے۔ (جیسا کہ زمیندار اور اس کے دیگر رضا کار فدائیاں اسلام پہلے بہت کچھ دے مرے تھے) بھاگے ہوئے آئے۔ بمنت شیخ محمد حیات سے درخواست کی کہ وہ چاہیں شریک ہوں۔ شیخصاحب نے جب دیکھا کہ اور کسی طرح یہاں سے جانا ممکن نہیں۔ (کیونکہ پرائیویٹ سکرٹری صاحب نے ایک گارد پولیس نے جا کر انکو ہتھکڑی لگا گرفتار کر لیا تھا) تو کہا۔ کہ میں ناخواندہ مہمان بننا نہیں چاہتا۔ سکرٹری نے کہا۔ کہ مجھے جناب کے ڈلہوزی تشریف فرما ہونیکا علم نہ تھا۔ لیجئے میں اب مہمانوں کی فہرست میں آپکا نام

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لکھے دیتا ہوں۔ آپ دستخط کر دیجئے۔ اور میرے ہمراہ تشریف لے آئیے۔ (گویا سکرٹری صاحب مہمانوں کی فہرست بھی بھاگتے ہوئے جھٹ سے ساتھ لے گئے تھے۔ کہ اگر وہ ناخواندہ مہمان بننے کا عذر کرینگے۔ تو فوراً ان کو خواندہ مہمان بنالیا جائیگا) کوٹھی میں پہنچکر حیات محمدؐ صاحب نے دیکھا۔ کہ تین چار آدمی بیٹھے ہیں۔ اتنے میں خلیفہ صاحب کے سکرٹری نے ایک کاغذ پر حیات محمد صاحب کا نام لکھکر دستخط کے لئے ان کی خدمت میں پیش کیا۔ اونہوں نے دستخط تو کر دیئے۔ مگر دستخط کرنے کے بعد انہیں خیال آیا کہ ناموں کے اوپر جو عبارت لکھی تھی۔ اوسے پڑھے بغیر دستخط کر دینا خلاف حزم و احتیاط (نہیں حماقت) تھا۔ چنانچہ اونہوں نے جلدی سے پرائیویٹ سکرٹری کے ہاتھ سے کاغذ چھین کر (کیونکہ آپ بڑے مہذب اور شریف الطبع اور خلافت کے سکرٹری تھے۔) عبارت پڑھنی شروع کی۔ جس کا مفہوم یہ تھا۔ کہ **۱۷ ارجون کے جلسوں کے متعلق بعض لوگ جو غلط فہمیاں پھیلا رہے ہیں میں ان کے خیالات کی بزور تردید کرتا ہوں۔**

یہ پڑھکر حیات محمد صاحب نے اپنا نام اس فہرست سے کاٹ دیا۔ اور خلیفہ صاحب کے سکرٹری کی دیانت داری کا ماتم کرنے میں مصروف ہو گئے۔ (یعنے اپنی حماقت پر سر پیٹنے لگے۔ کہ میں نے پہلے اس دستاویز پر جو ان کی جائداد کا قبالہ تھا بغیر پڑھے کیوں دستخط کر دیئے) فہرست میں سے نام کاٹ کر وہ چار اور شیرینی کا حق کھو بیٹھے۔ اس لئے اکل و شرب کے متعلق جو اصرار تھا۔ (اور جس کی خاطر ہی خلافتی پٹھو نے احمقانہ دستخط کر دیئے اور بے شرمانہ کاٹ دیئے تھے) اس کا یک قلم خاتمہ ہو گیا۔ اور اونہیں کہدیا گیا۔ کہ آپ تشریف رکھئے۔ تھوڑی دیر میں جناب خلافت پناہی تقریر کرینگے۔ (چنانچہ وہ ناخواندہ یا بدست خود راندہ مہمان بے حیا بن کر بیٹھے رہے۔ دستخط کاٹتے ہی اُٹھکر رفو چکر نہ ہو گئے۔ شاید اس لئے کہ چار کی کوئی پیالی ملجائے۔ کیونکہ "حیات محمدؐ صاحب چار کے بہت مشتاق ہیں" جس کا انہیں اس وقت افسوس ہوا جبکہ "دوسرے مہمانوں کو وہ چاء اور مٹھائی اوڑاتے دیکھتے تھے" اور آپ جیک کی طرح دو ٹانگوں پر بیٹھے ان کا منہ تکتے اور دُم ہلاتے تھے۔ کہ دستخط کاٹ کر کیوں چار پینے کا حق زائل کر لیا) آخر خدا خدا کر کے خلیفہ صاحب کو خلوت کی رنگینیوں اور دلچسپیوں سے فرصت ہوئی اور اونہوں نے تقریر شروع کی۔ تقریر کیا تھی (زمیندار کے ممدوح اوّل حیات محمدؐ کے پیشوا) مولانا محمد علی امیر جماعت احمدیہ لاہور کی ایک طویل مذمت تھی (بعد اختتام تقریر نماز کا وقت آگیا تو) **حیات محمد صاحب نے خلیفہ صاحب سے کہا کہ آج آپ میری اقتداء میں نماز ادا کر لیجئے** (شاید یہ پہلا دن ہی حیات محمد صاحب کو نماز کے وقت ایک اسلامی مجلس میں پہنچنے رہنے کا تھا۔ اس لئے اونہوں نے چاہا ہوگا۔ کہ امام بنکر نماز پڑھاؤں پھر تو تا قیامت خدا جانے کبھی نماز نصیب ہو یا نہیں۔ کیونکہ خلافتی بنکر بھی نماز گلے پڑی رہے تو اس خانہ ساز خلافت کا کیا فائدہ) مریدوں نے نہایت استعجاب سے حیات محمدؐ صاحب کی طرف دیکھا۔ کہ جس نے اپنے چہرے پر سے اسلامی سائن بورڈ اُتار کر اس کو بے نشان مسلمان بنا رکھا ہے) خلیفہ صاحب کو اقتدار کی دعوت دے رہے ہیں۔ خلیفہ صاحب نے ایسا کرنے سے انکار کیا۔ ..... کہ ہم تمام مسلمانوں کو کافر سمجھتے ہیں۔ اسلئے ان کی اقتدار میں نماز نہیں پڑھ سکتے۔ (مگر آگے حکایت ختم ہو جاتی ہے۔ اور یہ نہیں بتلایا کہ پھر اس بھلے مانس نے نماز بھی پڑھی یا نہیں اور کس کی اقتدار میں پڑھی یا امام بنکر پڑھائی) شیخ محمد حیات صاحب نے کہا یہی کہلانا مجھے مقصود تھا۔ اب آپ ان کافروں سے اشاعت اسلام کے بہانہ سے (جو ہمیشہ تھیلیاں دیا کرتے تھے۔ اور آپ لیا کرتے تھے۔ کوئی) چندہ تو نہ مانگ سکیں گے

(روزانہ زمیندار ۵ اگست ۲۸ء صـ۳)

زمیندار کی ایمانی اور اخلاقی پردہ دری،

مندرجہ بالا کہانی نمک خوار زمیندار کی زبانی نقل کی گئی ہے۔ اس کو پڑھکر ہر ایک شریف الطبع انسان جس میں خشیت الٰہی ہو۔ کبھی باور نہیں کر سکتا۔ کہ یہ امر واقعہ کا اظہار ہے۔ ہاں زمیندار کے کالم مزخرفات کا ضرور سنگار ہے۔ زمیندار کا کوئی بستہ بردار یا خدمت گار اس سے انکار نہیں کر سکتا۔ کہ اس ہزلیات کو اپنی قلم سے لکھنے والا ڈلہوزی میں موجود تھا۔ یقیناً جس نے اس کو لکھا ہے اُس نے اور جس سے اس نے سنا ہے وہ حیات محمد سکرٹری خلافت لاہور ہی ہو سکتا ہے۔ اس شخص نے اگر اسی طرح کہانی سنائی ہے۔ تو میں یہ کہونگا۔ کہ مصنوعی خلافت نے اس کے ایمان اور عقل کو ملیامیٹ کر کے پورا لعنۃ اللہ علی الکاذبین کی وعید کا مورد اور مستحق بنا دیا ہے۔ اور اگر اس نے اپنی کسی شامت اعمال یا کم علمی سے نادانستہ غلط گوئی کی ہے۔ اور اس کو نمک خوار زمیندار نے متنجن سمجھکر نوش جان کر لیا ہے۔ تو زمیندار کی شرارت اور بیحیائی پر افسوس نہیں۔ کیونکہ اس کی غذا ہی مُردار خوری اور گندگی ہے۔ جو اچھی سے اچھی غذا کو بھی اپنی طبیعت کی خاطر بغیر نجاست کی آمیزش کے ہضم نہیں کر سکتا۔

سُن او ممسوخ الفطرت زمیندار کے نمکخوار۔ تیری اس ژاژ خائی اور دروغ بافی کی تکذیب کے لئے میں اس کاغذ کی اصل عبارت یہاں نقل کرتا ہوں جس پر ان سب مدعوین کے دستخط موجود ہیں۔ اس کو پڑھکر خود بھی دیکھ اور حیا کر اور اپنے راوی حیات محمدؐ کو بھی دکھلا کر شرم دلا۔ کہ اس میں کہاں دستخط کنندگان کی طرف سے یہ لکھا ہے۔ کہ "۱۷ ارجون کے جلسوں کے متعلق بعض لوگ جو غلط فہمیاں پھیلا رہے ہیں۔ میں ان کے خیالات کی بزور تردید کرتا ہوں" جس کو تو نے اپنے ہذیانات میں درج کیا ہے۔ اور اس کو ہم نے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خط کھینچ دیا ہے۔ اس کاغذ پر ۲۶ نام لکھے گئے ہیں۔ اور اون سے دستخط کرائے ہیں۔ آخر میں ستائیسواں نام اس محمد حیات کا لکھا ہے۔ مگر اس کے دستخط بالکل ہوئے ہی نہیں نہ اس نے دستخط کیئے نہ کاٹے۔ سکرٹری صاحب نے ہی نام لکھا۔ اور اُس کے اختلال پر کاٹ دیا۔ اس جگہ میں ناموں کو چھوڑ کر اوپر کی عبارت بلفظہٖ نقل کر دیتا ہوں۔ جو یہ ہے۔

"برادران۔ السلام علیکم۔ آپ کو معلوم ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی امام جماعت احمدیہ قادیان ایدہ اللہ بنصرہ العزیز تقریباً ایک ماہ سے ڈلہوزی میں مقیم ہیں۔ اور آپ کو یہ بھی معلوم ہے۔ کہ حضور کے ہاتھ سے کس قدر خدمت اسلام اور تحفظ ناموس خاتم النبیین محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا کام انجام پا رہا ہے۔ حضور کی اس کامیابی کو نہ دیکھ سکتے ہوئے بعض خود غرض لوگوں نے ۱۷ جون کے جلسوں جیسی بابرکت تحریک کی مخالفت کرتے ہوئے جہاں اپنے آپ کو خود غرض ثابت کیا ہے۔ وہاں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بھی عدم محبت کا ثبوت دیا ہے۔ ان لوگوں کی مخالفانہ باتوں سے جو غلط فہمی لوگوں کو پیدا ہو گئی ہے۔ اُس کا ازالہ کرانا اول تو آپ کا خود فرض تھا۔ کہ حضرت موصوف سے ملکر کراتے لیکن آپ نے نہیں معلوم کس وجہ سے ایسا نہیں کیا۔ اس لئے ہم خدام حضرت خلیفۃ المسیح نے یہ تجویز کیا ہے کہ آپ مندرجہ ذیل صاحبان کو خود ہی تکلیف دیں اور درخواست کریں۔ کہ آج شام کو بوقت ساڑھے پانچ بجے نیز اہل بلد ۱۸۰۵ میں تشریف لاکر ہم خاکساروں کے ساتھ چاء نوش جان فرمائیں۔ ہم نے حضرت سے منظوری لے لی ہے کہ حضور آپ صاحبان کو بعض باتیں سُنا دیں۔ والسلام

الداعیان شیخ یوسف علی بی۔ اے پرائیویٹ سکرٹری و خاکسار حشمت اللہ (ڈاکٹر) خادم حضرت صاحب ۲۷"

ایک کامیاب مناظرہ

آریہ سماج کو شکست فاش

موضع ہریال تحصیل شکر گڑھ میں آریہ سماج سے مورخہ ۱۲ اگست کو ایک کامیاب مباحثہ ہوا۔ مباحثہ دو مضمون پر تھا۔ پہلا مضمون یہ تھا کہ "ویدک وید الہامی کتاب ہے" دوسرا مضمون یہ تھا "ویدک قرآن مجید الہامی کتاب ہے" پہلے مضمون میں اہل اسلام کی طرف سے مولانا محمد عمر صاحب فرما مناظر تھے۔ اور آریہ سماج کی طرف سے پنڈت ستیہ دیو۔ ایڈیٹر ست پرتی ندھی سبھا پنجاب مناظر تھے۔ پہلے مضمون میں آریہ سماج مدعی اور اہل اسلام معترض۔ دوسرے مضمون میں اہل اسلام مدعی تھے۔ اور آریہ سماج معترض۔ مولانا محمد عمر صاحب نے دو گھنٹے تک کامیابی کے ساتھ مناظرہ کیا۔ آپ خالص سنسکرت زبان میں وید منتر پڑھکر سناتے اور پھر تفسیر کرتے تھے۔ سامعین پر اس کا ایک خاص اثر ہوتا تھا۔ اور مسلمان اس کامیابی پر بہت خوش ہو رہے تھے۔ مولانا محمد عمر صاحب کے اعتراضوں کا آریہ مناظر آخر وقت تک سوائے لایعنی تاویلوں کے کوئی جواب نہیں دے سکا۔

دوسرا مناظرہ قرآن مجید کے الہامی ہونے پر تھا۔ اس مناظرہ میں اہل اسلام کی طرف سے مولوی عبدالرحمٰن صاحب احمدی خادم گجراتی مناظر تھے۔ چونکہ اس مضمون میں اہل اسلام مدعی تھے۔ اس لئے پہلی تقریر اسلامی مناظر کی تھی۔ ملک عبدالرحمٰن صاحب خادم ابھی ۱۷ منٹ تقریر کرنے پائے تھے۔ کہ آریہ سماجی کیمپ میں کھلبلی پڑ گئی اور انہوں نے تاب مقابلہ نہ لاکر شور ڈالدیا۔ اور اپنی خیر اسی میں سمجھی۔ کہ مناظرہ نہ ہو۔ اور ویدوں کی حیا سوز تعلیم پر پردہ پڑا رہے۔ وجہ یہ تھی کہ خادم صاحب کی تقریر اس قدر ٹھوس اور زبردست تھی۔ کہ جس کا جواب آریہ مناظر سے کسی طرح ممکن نہ تھا۔ اس لئے انہوں نے ہندو مہاشوں کو یہ کہکر اشتعال دلایا کہ ویدبھگوان اور سوامی دیانند کی سخت توہین کی جا رہی ہے۔ اُدھر آریہ مشتعل ہو گئے۔ اور اِدھر مسلمان جوش میں آ گئے۔ ڈھائی تین سو کے قریب ہندو تھے۔ اور پانچ چھ سو کے قریب مسلمان تھے چونکہ فریقین مشتعل ہو چکے تھے۔ اس لئے پولیس نے مداخلت کر کے مناظرہ بند کرا دیا۔ چونکہ اسلامی مناظر ملک عبدالرحمٰن خادم کی تقریر کا جس میں وید کی تعلیم کو عریاں کر کے دکھایا گیا تھا۔ آریوں کی طرف سے کوئی جواب نہیں دیا گیا۔ اور بغیر جواب دیئے آریہ میدان مناظرہ سے اُٹھکر چلے گئے۔ لوگوں پر اس بات کا بڑا اثر ہوا۔ مسلمان کہتے تھے کہ آئندہ اس گاؤں میں کبھی آریہ نہیں آئیں گے۔ میدان مباحثہ ہی چونکہ آریہ فتح کر چکے تھے اسلئے مسلمانوں نے الگ جلسہ کا انتظام کیا۔ اور تین گھنٹے تک جلسہ ہوتا رہا۔ پہلے ملک عبدالرحمٰن نے وید کی تعلیم پر تقریر کی اور مسئلہ نبوت پر خوب روشنی ڈالی۔ پھر مولانا محمد عمر صاحب نے تقریر کی اور ثابت کیا کہ اسلام تلوار سے نہیں پھیلا۔ مولانا صاحب کی تقریر بہت پُر اثر تھی۔ مولانا اس تقریر سے بہت متاثر ہوئے۔ اسکے بعد مولوی محمد تقی صاحب نے عالمانہ تقریر کی۔ مسلمانوں کو غیرت دلائی اور مسئلہ چھوت چھات پر روشنی ڈالتے ہوئے اسکے فوائد بتلائے۔ اور اختتام تقریر پر یہ مسلمان نمبرداروں سے قرآن شریف ہاتھ میں دیکر حلف لیا۔ کہ حتی الامکان ہندوؤں سے لین دین نہیں کریں گے۔ اور اپنی نئی دکانیں مسلمانوں کی دکانیں کھلوائیں گے۔

آخر میں ہم اس کامیابی پر ملک عبدالرحمٰن صاحب خادم مولانا محمد عمر صاحب اور مولوی محمد تقی صاحب کو مبارکباد کہتے ہیں۔ اور منتظمین مناظرہ جناب چوہدری علم الدین صاحب نمبردار موضع ککا ماسٹر مولا داد صاحب اور ماسٹر فضل داد صاحب کا شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے ہر طرح امداد دیکر جلسہ کا انتظام کیا۔

(راقم سیکے از حاضرین)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصیتیں

وصیت نمبر ۲۸۶۷

میں عبدالکریم ولد مولا بخش گوجروال ضلع لدھیانہ حال سب اسسٹنٹ سرجن ملٹری ہسپتال کوہاٹ چھاؤنی بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۲۴/۶/۲۸ کو حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری اس وقت جائداد غیر منقولہ حسب ذیل ہے۔ اول ۲ مکان بکونتی پختہ واقعہ ولیہ اور ایک مکان بکونتی رہن باقبضہ دوم اراضی مزروعہ تقریباً ۱۰ بیگھہ چاہی وبارانی رہن باقبضہ ہے۔ ماہوار تنخواہ مابلہ ۵ روپیہ ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار تنخواہ اور محاصل اراضی موسومہ کا جب تک میرے قبضہ میں ہے۔ دسواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔

میرے مرنے کے وقت میرا جس قدر ترکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بمد وصیت کردوں۔ تو اسی قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جاویگا۔

العبد

عبدالکریم احمدی سب اسسٹنٹ سرجن ملٹری ہسپتال کوہاٹ چھاؤنی۔

گواہ شد

شیر محمد عالی سب اسسٹنٹ سرجن انڈین ملٹری ہسپتال کوہاٹ بقلم خود

گواہ شد

صدرالدین عربی مدرس گورنمنٹ ہائی سکول کوہاٹ بقلم خود۔

۲۴/۶/۲۸

وصیت نمبر ۲۸۲۶

میں فضل الدین ولد حافظ عبداللہ قوم گوجر ساکن کھاریاں ضلع گجرات بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو۔ اس کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کرلوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جاویگی۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔

ایک رہائشی مکان قریباً ۵ مرلہ زمین کا قیمتی ایک ہزار روپیہ کھاریاں میں واقعہ ہے۔

(۲) دس بیگہ کے قریب زمین بارانی برائے کاشت رقبہ کھاریاں میں میری موروثی ہے۔ جس کی قیمت موجودہ نرخ کے لحاظ سے تین ہزار روپیہ کے قریب بنتی ہے۔ ۱۴/۴/۲۸ء۔

العبد

فضل الدین از کھاریاں بقلم خود

گواہ شد

خاکسار سعدالدین پسر موصی بقلم خود

گواہ شد

فضل دین ولد بہرہ دین گوجر ساکن کھاریاں بقلم خود

وصیت نمبر ۲۸۷۴

میں ظہور احمد ولد منشی امام الدین صاحب قوم راعی پیشہ ملازمت عمر ۲۰ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائداد اس وقت کوئی نہیں۔ اس وقت میری ماہوار آمد سنہ ۳۰ روپیہ ماہوار ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔

میرے مرنے کے وقت میری جس قدر جائداد ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ المرقوم ۳۰ مئی ۲۸ء

العبد

ظہور احمد۔ محلہ دارالرحمت کارکن دفتر محاسب قادیان

گواہ شد

امام الدین بقلم خود

گواہ شد: محمود احمد بقلم خود۔

وصیت نمبر ۲۸۶۸

میں شیر محمد عالی ولد محمد دین قوم مغل پیشہ ڈاکٹری عمر ۳۷ سال بیعت ۱۵ر نومبر ۲۳ء ساکن امرتسر حال انڈین ملٹری ہسپتال کوہاٹ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۲۴ر جون ۱۹۲۸ء کو حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائداد اس وقت کوئی نہیں۔ سوائے ایک بکونتی مکان کے جو شہر امرتسر میں واقعہ ہے۔ اور دو کنال سفید اراضی کے جو قادیان دارالامان میں ہے۔ یہ مکان اور سفید اراضی دونوں مشترکہ ہیں۔ میری ماہوار آمد ایک سو روپیہ ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا آٹھواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔

میرے مرنے کے وقت میرا جس قدر ترکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۸ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ فقط۔

العبد

موصی شیر محمد عالی سب اسسٹنٹ سرجن انڈین ملٹری ہسپتال کوہاٹ بقلم خود۔

گواہ شد

خاکسار صدرالدین ولد حافظ مخدوم عربی مدرس گورنمنٹ سکول کوہاٹ۔

گواہ شد

خاکسار عبدالمجید سکنہ نکودر حال کوہاٹ بقلم خود۔

اطلاع

ڈاکخانہ قادیان کے عملہ کی طرف سے سوائے ایک دو پی اسٹرکٹ کے تمام احمدی احباب قادیان کو بہت تکلیف پہنچ رہی ہے۔ سارٹر کلرک بغیر کسی وجہ معقول کے اخبار فاروق۔ الفضل۔ مصباح کے پرچے بیرنگ کر دیتا ہے۔ تمام خریداران فاروق مطلع رہیں۔ کہ اگر کوئی پرچہ فاروق کا انکو بیرنگ ملے تو اسکو وہ واپس کردیں۔ تاکہ افسران بالا کو دکھایا جائے۔ اور فاروق ٹھیک وقت پر عین تاریخ اشاعت کے دن ڈاک میں ڈالا جاتا ہے۔ اگر کسی کو نہ ملے تو ہفتہ کے اندر اطلاع دیں۔ ڈاک خانہ سے فاروق کے پرچے

(بقیہ اخبار الاسلام پریس قادیان سے شائع ہوئی)